حدیث وسنت

محمد اختر صدیق☆

مُصافحہ کا مسنون طریقہ

دنیا میں بسنے والے تمام لوگ اپنے اپنے مذہب، تہذیب وتمدن اور اَطوار واخلاق کی بنا پر ملاقات کے وقت ایک دوسرے کے لئے نیک جذبات کا اظہار مختلف انداز میں کرتے ہیں، اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب پر عمل پیرا افراد سے Good Morning، نمستے، ست سری اَکال، How are you?، Hello اور Hye وغیرہ کے اَلفاظ سننے کو ملتے ہیں۔

دین اسلام کی تعلیمات انتہائی اعلیٰ اور ممتاز ہیں، اسلام نے ملاقات کے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور جواباً وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنے کا حکم دیا ہے۔ یہ الفاظ اتنے پیارے اور اہم ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''ایک مسلمان کا دوسرے پر حق ہے کہ وہ اس کے سلام کا جواب دے۔'' (صحیح بخاری:۱۲۴۰)

یہ الفاظ جہاں اللہ جل شانہ کی رحمت طلب کرنے کے لئے دعائیہ کلمات ہیں، وہاں آپس میں محبت واُخوت بڑھانے کا ذریعہ اور اجنبیت کو ختم کرنے کا بھی باعث ہیں۔ یہی وہ الفاظ ہیں کہ اگر ان کو سنت کے مطابق پورا پورا ادا کیا جائے تو سلام و جواب کے بدلہ میں دونوں مسلمان کم ازکم تیس نیکیوں کے حقدار ٹھہرتے ہیں اور اگر ان کلمات کے ساتھ مصافحہ کا مسنون عمل وقوع پذیر ہوجائے تو دونوں کے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حیاتِ درخشاں کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ وہ سلام اور مصافحہ کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے حتیٰ کہ کتبِ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اگر ان کے درمیان درخت بھی حائل ہوجاتا تو وہ ایک دوسرے کو سلام کہتے۔

مختلف دلائل کے تناظر میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ سلام اور مصافحہ انتہائی فضیلت والا عمل ہے اور یہ مسلمان معاشرے کی علامت ہے۔ ہم پر یہ لازم ہے کہ اس کے مسنون طریقہ

☆ فاضل مدینہ منورہ یونیورسٹی ...... رکن ریسرچ سیکشن، مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

www.KitaboSunnat.com

کو مدنظر رکھیں۔

اس موضوع پر قلم اٹھانے کا مقصد یہ نہیں کہ اختلافی مسائل کی فہرست میں اضافہ کردیا جائے یا پھر کسی خاص طبقہ فکر کو نشانہ بنا کر کیچڑ اُچھالا جائے بلکہ اس پر لکھنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ لاتعداد مسلمان بھائی جہالت، تعصب یا ادب کے نام پر مصافحہ کے متعلق غلط فہمی کا شکار ہیں، جبکہ اس موضوع پر بعض علما نے قابل تحسین رہنمائی بھی کی ہے۔ علامہ عبد الرحمن مبارکپوریؒ نے ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی میں اس موضوع پر بہت خوبصورت بحث کی ہے۔

ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم ہر مسئلہ کو قرآن وسنت کی بنیاد پر سمجھنے کی کوشش کریں، لہٰذا مصافحہ کا مسنون طریقہ دلائل کی روشنی میں پیش خدمت ہے۔

مصافحہ کی کیفیت

ایک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو **السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** کہہ کر اس کے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی رکھ کر اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر تھوڑی سی حرکت دے۔ اس کی طرف متوجہ ہوکر، مسکراتے ہوئے پوری گرم جوشی کا مظاہرہ کرے اور جب تک دوسرا بھائی اپنا ہاتھ نہیں کھینچتا، یہ بھی نہ کھینچے۔

افسوس کہ اس سادہ سے عمل کو بھی اپنی اصل شکل پر قائم نہیں رہنے دیا گیا۔ بعض بھائیوں کا کہنا ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کیا جانا چاہیے اور بڑے سکون کے ساتھ حرکت دیے بغیر اسی طرح ہاتھ جدا کرلینے چاہئیں۔ اس دعویٰ کا حقیقت سے کتنا تعلق ہے، اس کا جائزہ آئندہ سطور میں نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ممتاز علما کے علم وعمل کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے:

کیفیتِ مصافحہ کے متعلق احادیث کا بیان

(۱) عن أنس بن مالک قال قال رجل یا رسولَ اللہ! الرجلُ منا یلقی أخاہ أو صدیقه أَیَنْحَنِی له؟ قال: «لا»، قال: فیلزمه وَیُقَبِّلُهُ قال: «لا»، قال فیأخذ بیَدِهِ ویُصَافِحه، قال: «نعم» (جامع ترمذی:۲۷۲۸)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے

عرض کیا کہ جب ہم سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو کیا اس کے لئے تھوڑا سا جھک جایا کرے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ پھر اس نے کہا کہ کیا اس سے لپٹ جائے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! اس نے پھر عرض کیا کہ کیا اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں!''

(۲) عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: «إن المسلم إذا لقي أخاه فأخَذَ بِيَدِه تَحاتَت عنهما ذنوبهما كما يتحاتُ الورق عن الشجر اليابس في يوم ريح عاصف» (ترغیب وترہیب: ۳/ ۴۳۳)

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک جب ایک مسلمان اپنے بھائی سے ملتا ہے، اس کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ان دونوں کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے انتہائی تیز طوفان میں درخت کے خشک پتے جھڑتے ہیں۔''

(۳) عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبي ﷺ قال: «من تُمام التحية الأَخْذُ بالْيَدِ» (جامع ترمذی ۲۸۷۳، جامع الاصول: ۶/ ۷۱۴)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
''مکمل سلام تو یہ ہے کہ (دوسرے) کا ہاتھ پکڑا جائے۔''

اگرچہ اس حدیث کی سند میں کلام ہے مگر اس کا مفہوم صحیح ہے اور اس کی تائید اسی باب میں موجود دیگر احادیث سے ہوتی ہے۔

(۴) عن أنس كان النبي ﷺ إذا لقي الرجل لا ينزع يده حتى يكون هو الذي يَنزِعُ يَده ولا يصرف وجهه عن وجهه حتى يكون هو الذي يصرفه (فتح الباری ۱۴/ ۶۶)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کسی آدمی سے ملتے تو اس وقت تک اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہیں کھینچتے تھے جب تک وہ خود نہ کھینچ لیتا اور اس وقت تک اس کی طرف سے چہرہ مبارک نہیں پھیرتے تھے، جب تک وہ خود چہرہ نہ پھیر لیتا۔''

(۵) عن براء بن عازب قال لقيت رسول الله ﷺ فأخذ بِيَدِي فقلت يا رسول الله إن كنت لأحسب أن المصافحة للأعاجم فقال: «نحن أحق بالمصافحة عنهم، ما من مسلمين يلتقيان فيأخذ أحدهما بيد صاحبه مودة بينهما و نصيحة إلا ألقيت ذنوبهما بينهما» (جامع احکام القرآن: ۹/ ۲۶۶)

www.KitaboSunnat.com

''حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ میں پیارے رسول ﷺ سے ملا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں تو یہ خیال کرتا تھا کہ یہ مصافحہ عجمی لوگوں کا طریقہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم ان سے زیادہ مصافحہ کے حق دار ہیں، جب بھی دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں، ایک (بھائی) دوسرے کا ہاتھ محبت اور خیر خواہی کی بنیاد پر پکڑتا ہے تو ان دونوں کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔''

(٦) عن انس انتهى إلينا النبي ﷺ وأنا غلام في الغلمان فسلم علينا وأخذ بيدي فأرسلني برسالة وقعد في ظل جدار أو قال إلى الجدار حتى رجعت إليه

(ابوداود: ۵۲۷۴)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے جبکہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا، پھر میرا ہاتھ پکڑ لیا پھر مجھے ایک خط دے کر بھیجا اور خود دیوار کے سائے میں یا سائے کی طرف بیٹھ گئے اور میرے واپس آنے تک وہیں بیٹھے رہے۔''

(٧) عن أبي داؤد لقيت البراء بن عازب فسلم علي وأخذ بيدي وضحک في وجهي قال: أتدري لم فعلت هذا بک؟ قال: قلت، لا أدري ولکن لا أراک فعلته إلا الخير قال إنه لقيني رسول الله ﷺ ففعل بي مثل الذي فعلت بک فسألني فقلت مثل الذي قلت لی، فقال «ما من مسلمين يلتقيان فيسلم أحدهما على صاحبه ويأخذ بيده لا يأخذ إلا الله عزوجل، لا يتفرقان حتى يغفر لهما» (مسند احمد: ۱۴/ ۲۰۸)

''حضرت ابوداود کہتے ہیں کہ میری حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے السلام علیکم کہہ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا، اور میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگ گئے، پھر پوچھنے لگے کہ کیا تمہیں علم ہے کہ میں نے ایسا کیوں کیا ہے؟ میں نے کہا: اگرچہ مجھے معلوم تو نہیں مگر اتنا ضرور ہے کہ آپ نے کسی بھلائی کی خاطر ہی ایسا کیا ہے، انہوں نے جواب دیا کہ بے شک ایک دفعہ نبی کریم ﷺ سے میری ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے ایسا ہی کرنے کے بعد مجھ سے پوچھا کہ کیا تو جانتا ہے کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ تو میں نے ان کو یہی جواب دیا جو تو نے مجھے دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ ان میں سے ایک سلام کہہ کر رضائے الٰہی کے لئے دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے تو ان کے

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ جدا ہونے سے قبل دونوں کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔''

(۸) مسنداحمد میں ہی اس سے ملتی جلتی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب دو مسلمان ملتے ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو سننا اپنے لئے واجب کرلیتا ہے اور ابھی ان کے ہاتھ جدا نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف کردیتا ہے۔'' (۱۴۲/۳)

(۹) حضرت عبداللہ بن بسرؓ لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا کرتے تھے: ''میری اس ہتھیلی کو غور سے دیکھو میں اس کو پیارے رسول ﷺ کی ہتھیلی پر رکھا کرتا تھا۔'' (مسند امام احمد: ۱۸۹/۴)

(۱۰) عن أنس بن مالک قال صافحت بکفي هذه کف رسول الله ﷺ فما مست خزًا و حريرًا ألين من کفه (اتحاف: ۲۸۱/۶)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اس ہتھیلی سے نبی کریم ﷺ کی ہتھیلی کے ساتھ مصافحہ کیا ہے۔ پس میں نے ریشم وحریر کو بھی آپ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم و ملائم نہیں پایا ہے۔''

(۱۱) عن أبی هريرة وقف نبیّ الله علی حذيفة فقال يا حذيفة هلّم يدک فکف حذيفة فقال الثانية، فکفها حذيفة، ثم قال الثالثة فقال حذيفة يا رسول الله! إنی جنب وإنی أکره أتمس يدی يدک قال «هلمها أما علمت يا حذيفة أن المرء المسلم إذا لقي أخاه فسلم عليه و صافحه تحاتت أو قال تحاطت الخطايا و الذنوب بينهما کما يتحات الورق من الشجر» (شعب الایمان للبیهقی: ۸۹۵۱)

''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے حذیفہ! اپنا ہاتھ آگے کرو۔ پس حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ نبی کریم ﷺ نے دوبارہ کہا مگر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ آگے نہیں کیا، پھر آپ نے تیسری دفعہ کہا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ! میں جنبی ہوں اور میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ میرا ہاتھ آپ کے دستِ مبارک کو لگے۔ نبی کریم ﷺ فرمانے لگے: اے حذیفہ! کیا تجھے علم نہیں ہے کہ بے شک مؤمن جب کسی مؤمن سے ملتا ہے اس کو سلام کرتا ہے، اس کا ہاتھ مصافحہ کے لئے پکڑتا ہے تو ان دونوں کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے خشک درخت کے پتے گرتے ہیں۔''

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) حضرت ابو ذرؓ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم ﷺ جب کسی آدمی ملتے تو مصافحہ کے لیے اس کا ہاتھ پکڑتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا

''مجھے جب بھی نبی کریم ﷺ ملتے تو میرا ہاتھ پکڑ لیتے تھے۔'' (ایضا:۸۹۶۰)

مذکورہ احادیث کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ مصافحہ ایک ہاتھ سے ہی سنت ہے۔ کیونکہ تمام احادیث میں لفظ 'ید' (ہاتھ) واحد استعمال ہوا ہے جس طرح خط کشیدہ الفاظ پر غور کرنے سے پتہ چل جاتا ہے۔ اگر مصافحہ دو ہاتھ سے ہوتا تو لفظ 'ید' کی بجائے (یدین، دو ہاتھ) استعمال ہوتا مگر ایسا نہیں ہے۔

سرورِ کائنات ﷺ کی بیعت اور مصافحہ

آپ ان احادیث کا مطالعہ کرچکے ہیں جن میں ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی وضاحت ہے۔ یہاں چندان احادیث کا ذکر بھی قابل مطالعہ ہے جن میں بیعت کی غرض سے مصافحہ کرنے کا ذکر ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ لوگوں سے بیعت لیتے وقت بھی داہنا ہاتھ ہی مصافحہ کے لئے بڑھاتے تھے۔ معلم کائنات ﷺ نے خود بیعت کے لئے مصافحہ کا لفظ استعمال کیا ہے گویا کہ بیعت اور مصافحہ کی کیفیت تقریباً ایک جیسی تھی، اگرچہ یہ احادیث مصافحہ کے باب سے نہیں ہیں:

(۱) عن أميمة بنت رقيقة أنها دخلت في نسوة تبايع فقلن: يارسول الله أبسط يدک نصافحک، فقال: إني لا أصافح النساء ‹‹(فتح الباری، تفسیر سورۃ الممتحنۃ:۱۰/ ۸۲۲)

''حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ دیگر عورتوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئیں۔ ان کا بیان ہے کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اپنا ہاتھ آگے کیجئے تاکہ ہم آپ سے مصافحہ کرسکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا۔''

یہی مضمون موطأ امام مالک، سنن نسائی (باب بیعت) میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

امام عبدالبرؒ اپنی کتاب 'تمہید' میں اسی حدیث کی تشریح میں رقم طراز ہیں «إني لا أصافح النساء» اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ مردوں سے بیعت کے وقت مصافحہ کرتے تھے۔

(۲) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہونے کے لئے آپؐ کی خدمت میں

حاضر ہوئے تو عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! اپنا ہاتھ آگے کیجئے تاکہ میں آپؐ کی بیعت کرسکوں تو آپؐ نے اپنا داہنا ہاتھ آگے کیا۔ (صحیح مسلم؛۳۱۷)

(۳) حضرت ابوغادیہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے دائیں ہاتھ پر بیعت کی۔ (مسند احمد؛۴۰۵۴)

(۴) جب آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ میں شہید کئے جانے کی خبر سنی تو صحابہ کرام سے بیعت لی تھی کہ ہم عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لئے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔ آپ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ آپ اپنے دائیں ہاتھ پر بیعت لے رہے تھے حتیٰ کہ آپ نے اپنا دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ پر رکھ کر ارشاد فرمایا تھا کہ ''یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔''

الغرض بیعت کے لئے ایک ہاتھ سے مصافحہ کی احادیث کثرت سے پائی جاتی ہیں مگر ان پر ہی اکتفا مناسب ہے...... ان احادیث سے مصافحہ کرنے کے آداب کی بھی وضاحت ہوتی ہے جو بالاختصار درج ذیل ہیں:

(۱) ملاقات کے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جائے۔

(۲) ان الفاظ کا جواب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے ساتھ دیا جائے۔

(۳) اپنا دایاں ہاتھ مسلمان بھائی کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے۔

(۴) مسلمان بھائی کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا جائے۔

(۵) ہاتھوں کو تھوڑی سے حرکت دی جائے۔

(۶) اس کی طرف متوجہ ہوا جائے اور خوشی کا اظہار کیا جائے۔

(۷) اپنا ہاتھ اس وقت تک نہ کھنچا جائے جب تک دوسرا نہ کھینچ لے۔

معزز قارئین! مصافحہ کے متعلق احادیثِ مبارکہ سے بات واضح ہورہی ہے کہ مصافحہ ایک ہاتھ سے ہی کیا جائے۔ مگر بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں حتی کہ کچھ نے یہاں تک کہہ دیا کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا بدعت ہے۔ (نعوذ باللہ)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل

ہم نے دلائل کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت کردی ہے۔ اگرچہ ثبوت کے لئے تو

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث بھی کافی ہوتی ہے مگر احادیثِ مبارکہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ ہم بالاختصار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور علماء کرام کی وضاحت پیش کررہے ہیں ، اُمید ہے کہ یہ وضاحت قارئین کے لئے مزید تشفی کا باعث ہوگی۔ ان شاء اللہ!

(۱) أن أنسا کان إذا أصبح دَهَنَ یَدَهُ بدهن طیب لمصافحة إخوانه

"بے شک حضرت انس رضی اللہ عنہ صبح کے وقت اپنے ہاتھ کو خوشبو لگا لیتے تھے کیونکہ اس ہاتھ سے وہ اپنے رفقا سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔" (أدب المفرد للبخاری ص ۳۶۵ وصححه الألبانی)

(۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا عمل آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ انہوں نے ابوداودؒ کا ایک ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کیا اور مسکرانے لگے۔ (حدیث ۵)

(۳) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ اپنی ہتھیلی لوگوں کو دکھایا کرتے تھے کہ اس سے وہ نبی کریم ﷺ سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔ (حدیث ۹)

مصافحہ کے متعلق علماے کرام کی وضاحت

(۱) فتح الباری جیسی عظیم کتاب کے مصنف حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: "مصافحہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی سے ملایا جائے۔" (فتح الباری: ۱۴/ ۶۴)

(۲) ابن اثیرؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں مصافحہ کا ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی کے ساتھ ملایا جائے۔ (النہایہ فی غریب الحدیث والاثر: ۳/ ۲۴)

(۳) حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ غنیة الطالبین میں، اور علامہ علقمیؒ کوکب المنیر میں، علامہ علی احمد عزیزؒ سراج المنیر میں، معروف حنفی عالم ملا علی قاریؒ مرقاة المفاتیح میں، علامہ مرتضیٰ زبیدی حنفیؒ تاج العروس میں، علامہ عبدالرؤفؒ آف قاہرہ روض النضیر میں اور دیگر علماء احناف اپنی معتمد کتابوں میں صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا طریقہ نقل کرچکے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے: تحفة الاحوذی: ۴/ ۴۳۰)

عربی زبان اور لفظ 'مصافحہ' کی تشریح

لغت عرب میں ید الصفحة 'ہاتھ کی ہتھیلی' کو کہتے ہیں اور لفظ مصافحہ باب مفاعلہ سے ہے جو مشارکت کا تقاضا کرتا ہے۔ گویا کہ دو ہتھیلیوں کا اس عمل میں شریک ہونا ہی مصافحہ

www.KitaboSunnat.com

کہلائے گا۔ اگر دو ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے تو ہر دو افراد کی ایک ایک ہتھیلی ہاتھ کی پشت سے ملتی ہے جو الصفحة ہتھیلی سے ہتھیلی لگنے کے زمرے میں نہیں آتی۔

(۱) عربی لغت کی کتابوں سے مصافحہ کا مطلب اس طرح ہے:

لسان العرب میں ہے کہ 'المصافحة: الأخذ باليد. والرجل يصافح الرجل إذا وضع صفح كفه في صفح كفه (۲/ ۵۱۴)

''مصافحہ ہاتھ پکڑنے کو کہتے ہیں۔ جب آدمی کسی دوسرے سے مصافحہ کرتا ہے تو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو اس کے ہاتھ کی ہتھیلی میں رکھ دیتا ہے۔''

(۲) معجم الوسیط میں ہے کہ مصافحہ سے مراد یہ ہے کہ اپنی ہتھیلی کو دوسرے کی ہتھیلی پر رکھے۔ (۱/ ۵۱۹)

(۳) المنجد میں بھی مصافحہ کے معانی 'ہاتھ ملانا' کے ہیں نہ کہ دونوں ہاتھ ملانا۔ (۵٦۹)

الغرض نبی کریم ﷺ کے فرامین، صحابہ کرام کا عمل، علما کی تشریحات اور کتبِ لغت اس بات پر گواہ ہیں کہ مصافحہ دائیں ہاتھ سے ہونا چاہئے، یہی سنت طریقہ ہے۔ اب ہم بالاختصار ان دلائل کا جائزہ لیتے ہیں جن کی بنا پر دو ہاتھوں سے مصافحہ کرنے پر زور دیا جاتا ہے:

دو ہاتھوں سے مصافحہ کے دلائل اور جائزہ

دلیل نمبر ۱: دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے قائلین کے ہاں مضبوط ترین دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں

علمني النبي ﷺ وكفي بين كفيه التشهد: التحيات لله الصلوات والطيبات... الحديث (۱۴/ ٦۴)

''نبی کریم ﷺ نے مجھے تشہد سکھلایا، اس حال میں کہ میری ہتھیلی آپ ﷺ کی دو ہتھیلیوں میں تھی: التحيات لله والصلوات والطيبات......''

جائزہ: یہ حدیث مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر مذکورہ مسئلہ کی دلیل نہیں بن سکتی:

(۱) یہ حدیث ملاقات کے وقت مصافحہ سے متعلق نہیں بلکہ یہ تعلیم کے اہتمام سے تعلق رکھتی ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو تشہد کی تعلیم دے رہے تھے اور مزید عنایت و مہربانی کی خاطر آپ ﷺ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔

معروف حنفی عالم امام زیلعیؒ اورامام مرغینانی مصنف ہدایہ نے بھی یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃالتشھد میں ذکر کی ہے۔(دیکھئے نصب الرایہ:۱/۴۱۹)

'ہدایہ' کی شرح 'کفایہ' میں بھی یہ بات وضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔

اوراس کے علاوہ دیگر کئی مقامات پر علماءِ احناف نے اس بات کی صراحت کی ہے۔

(بحوالہ تحفۃ الاحوذی:۷/۴۲۹)

(۲) خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کررہے ہیں کہ آپؐ نے میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا ہوا تھا اور تشہد کے الفاظ سکھا رہے تھے۔

(۳) اگر اس حدیث کو مصافحہ کی کیفیت کے لئے بطورِ دلیل تسلیم کرلیا جائے تو یہاں جو حالت بیان ہورہی ہے اس کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہاتھ ہیں اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ ہے۔ لہٰذا شان و مرتبہ کے لحاظ سے بڑے آدمی کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ دو ہاتھوں سے مصافحہ کرے اور چھوٹا آدمی ایک ہاتھ سے مصافحہ کرے تاکہ حدیثِ مبارکہ پر سو فیصد عمل کیا جاسکے۔

(۴) اگر اس حدیث کو مصافحہ کی دلیل بنائے جانے پر زور دیا جائے تو اسی سیاق کی حدیث مسند احمد میں موجود ہے جس میں ایک ہاتھ کا ذکر ہے۔ حضرت ابوقتادہ اور دیگر صحابہ کا بیان ہے کہ ہم ایک شخص کے پاس آئے جو دیہات کا رہنے والا تھا۔ اس نے ہمیں خبر دی کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اس علم سے کچھ سکھلانے لگے جو علم اللہ جل شانہ نے ان کو عطا فرمایا تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے کوئی چیز چھوڑ دے گا، تو اللہ تعالیٰ تجھے اس سے کہیں بہتر بدلہ دے گا۔''

(مسند احمد:۲۰۶۲۴)

(۵) آپ پہلے احادیث میں مصافحہ کی کیفیت پڑھ آئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا کہ وہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے۔ یہ احادیث مستقل اسی مسئلہ کے ساتھ خاص ہیں ان کو چھوڑ کر اس حدیث کو دلیل بنانا صحیح نہیں جو اس بحث سے تعلق نہیں رکھتی ہے۔

دلیل نمبر ۲: دوسری دلیل کے طور پر صحیح بخاری کی یہ حدیث پیش کی جاتی ہے کہ:

www.KitaboSunnat.com

''نبی کریم ﷺ بطحا میں تشریف لائے، آپؐ نے وضو فرمایا۔ظہر اور عصر کی نماز دو دو رکعت ادا کی (نمازیں جمع کیں)۔ آپؐ کے سامنے سترہ بھی گاڑا ہوا تھا۔ نماز کے بعد لوگ آپ ﷺ کے ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے چہرے پر لگاتے تھے۔(راوی کہتے ہیں کہ) میں نے بھی آپ ﷺ کا دستِ مبارک پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔'' (صحیح بخاری:۳۵۵۳)

جائزہ: یہ حدیث بھی چند وجوہات کی بنا پر دو ہاتھوں سے مصافحہ کیلئے قابل احتجاج نہیں ہے

(۱) اس حدیثِ مبارکہ کا مصافحہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اس حدیث میں تو فقط اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکت سے تبرک حاصل کرنا مشروع ہے۔جس طرح کہ دیگر کئی احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔

(۲) بالفرض اس حدیث کو مصافحہ کے لئے دلیل تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس حدیث کے اندر تو راویٔ حدیث نے ایک ہاتھ سے مصافحہ کا بھی ذکر کیا ہے، پھر یہ فقط دو ہاتھ سے مصافحہ کی دلیل کیونکر بن سکتی ہے۔ چنانچہ اس حدیث کی رو سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کو غلط کہنا صحیح نہیں ہوگا۔

(۳) اگر اس حدیث کو مصافحہ کے لیے دلیل تسلیم کیا جائے تو اس میں اس بات کا ذکر بھی موجود ہے کہ لوگ دست مبارک کو اپنے چہرے پر لگاتے تھے تو کیا مصافحہ کے بعد اپنے مسلمان بھائی کے ہاتھ چہرے پر لگائے جائیں؟

دلیل نمبر ۳: تیسری دلیل یہ ہے کہ حضرت حمادؒ نے امام عبداللہ بن مبارکؒ سے مکہ کے اندر دو ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

جائزہ: یہ دلیل بھی شرعی نقطہ نگاہ سے پائیدار نہیں ہے۔ ہمارا دین کتاب وسنت کی شکل میں الحمدللہ موجود ہے۔ ائمہ دین، علماء کرام، مجتہدین عظام کا مقام و مرتبہ روزِ روشن کی طرح واضح ہے مگر احادیثِ نبویہؐ کے مقابل کسی کا عمل کوئی وقعت نہیں رکھتا۔یہی مسلمان کا ایمان ہونا چاہیے۔امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی بات کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے:

''ہر ایک انسان کی بات چھوڑی بھی جاسکتی ہے اور لی بھی جاسکتی ہے۔اگر دنیا میں کوئی ایسی

ہستی ہے جن کی بات کو من وعن تسلیم کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے تو وہ فقط (محمد ﷺ ہیں)۔''
(معارج القبول:۲/ ۶۲۵)

❁ دلیل نمبر ۴: چوتھی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ نبی ﷺ نے یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔ وہ لوگ ایک ہاتھ مصافحہ کرتے ہیں لہٰذا ہمیں دو ہاتھوں سے مصافحہ کرنا ہوگا۔

جائزہ: بے شک حکیم الامت سرورِ دو جہاں ﷺ نے یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیا ہے مگر یہ ان کاموں میں ہے جن کا ہماری شریعت نے اعتبار نہیں کیا اور ان کو ردّ کر دیا ہے مگر وہ احکام جو ان کے ہاں پائے جاتے ہیں اور ہماری شریعت نے بھی ان کو باقی رکھا ہے، ان میں مخالفت کرنے کا دعویٰ انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: {يَأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ} (بقرۃ:۱۸۳) ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح پہلی اُمتوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔''

نص قرآنی سے پتہ چل رہا ہے کہ ہم سے پہلی قومیں روزہ رکھا کرتی تھیں تو کیا ہم ان کی مخالفت میں روزہ ترک کر دیں؟ ہرگز نہیں۔ ویسے بھی ہمارے اور ان کے سلام کے الفاظ مختلف ہی ہیں۔

❁ دلیل نمبر ۵: دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے متعلق پانچویں دلیل ان الفاظ کے ساتھ ذکر کی جاتی ہے: ''دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا ادب اور ایک ہاتھ سے یہ عمل گستاخی اور بے ادبی کے زمرے میں آتا ہے۔''

جائزہ: انتہائی قابل افسوس مقام ہے کہ اس تعریفِ گستاخی کی زد میں وہ نفوسِ زکیہ بھی آجاتے ہیں جن کی محبت وعقیدت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اس پر زیادہ سے زیادہ یہی عرض کر سکتا ہوں، بقولِ شاعر ؎

حیران ہوں کہ روؤں دل کو یا پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں!

علما، صلحا اور بزرگوں کا ادب ہر مسلمان پر لازمی ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہم ادب کے نام پر نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کو ردّ کر دیں۔

❁ دلیل نمبر ۶: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ کیا ہمارے علما اور بزرگ اس حقیقت کا

اِدارک نہیں کر سکے اور آج یہ مسئلہ ثابت ہو گیا ہے۔ہمیں ان کی بات پر اعتماد ہے، آج نئے نئے مسائل بیان کیے جا رہے ہیں، ایک ہاتھ سے سلام ہم تو پہلی دفعہ سن رہے ہیں۔

جائزہ: یہ دلیل بھی کئی اعتبار سے پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتی۔

(۱) ائمہ دین، علماء کرام کی علمی خدمات اظہر من الشّمس ہیں۔ اس حقیقت کا انکار نہ تو آج تک کوئی کر سکا ہے اور نہ ہی ممکن ہے مگر سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ دنیا میں کون سے ایسی شخصیت ہے جو غلطی سے مبرا ہے یقیناً وہ محمد صلی اللہ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کی واضح احادیث کو چھوڑ کر اپنے مذہبی رہنماؤں کی بات ماننا انتہائی خطرناک ہے۔

(۲) یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ آج سے پہلے تمام علما اس بات کی صراحت کر گئے ہوں کہ مصافحہ دو ہاتھوں سے ہے اور اب اس غلطی کا اِدراک ہوا ہو، آپ نے احادیث ملاحظہ فرمالی ہیں۔ صحابہ کرام اور علما کے اقوال وافعال بھی آپ نے پڑھ لیے ہیں کہ وہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے۔

(۳) اگر بعض لوگ غلطی کریں تو تب ہی کچھ لوگ اس کی نشان دہی کر سکتے ہیں۔ اگر غلطی وقوع پذیر ہی نہ ہو تو اس کا ازالہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔

(۴) اگر ہم اپنی کم علمی کی بنا پر کتاب وسنت کے دلائل کو 'نیا مسئلہ' ہونے کا عنوان دیتے ہیں تو ہماری لاعلمی سے قرآن وسنت بری اور پاک ہے اور ہماری عدمِ واقفیت کسی مسئلہ کی دلیل نہیں بن سکتی۔ اس لیے ہمیں حقیقت کا ادراک کرنے کے لیے ذہن صاف اور دل کھلا رکھنا چاہیے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم تعصب اور ذاتی رائے سے بالاتر ہوکر دلائل کی روشنی میں فیصلہ کریں۔ اور اپنے اعمال کو سنتِ نبوی کے مطابق ڈھالیں۔ وما علینا الا البلغ المبین

اپنے روز مرہ مسائل پر شرعی رہنمائی کیلئے 'محدث' سے رابطہ کریں

قرآن وحدیث سے مستند اور واضح دلائل کی روشنی میں شرعی جواب

فون نمبر ماہنامہ محدث لاہور 5866476, 5866396, 5839404

اوقات: ظہر تا مغرب روزانہ ❁ جمعرات اور جمعہ کی چھٹی

☞ علاج یا مسائل کے حل رفتاویٰ کیلئے آنیوالے حضرات عصر کے بعد تشریف لائیں۔

www.KitaboSunnat.com